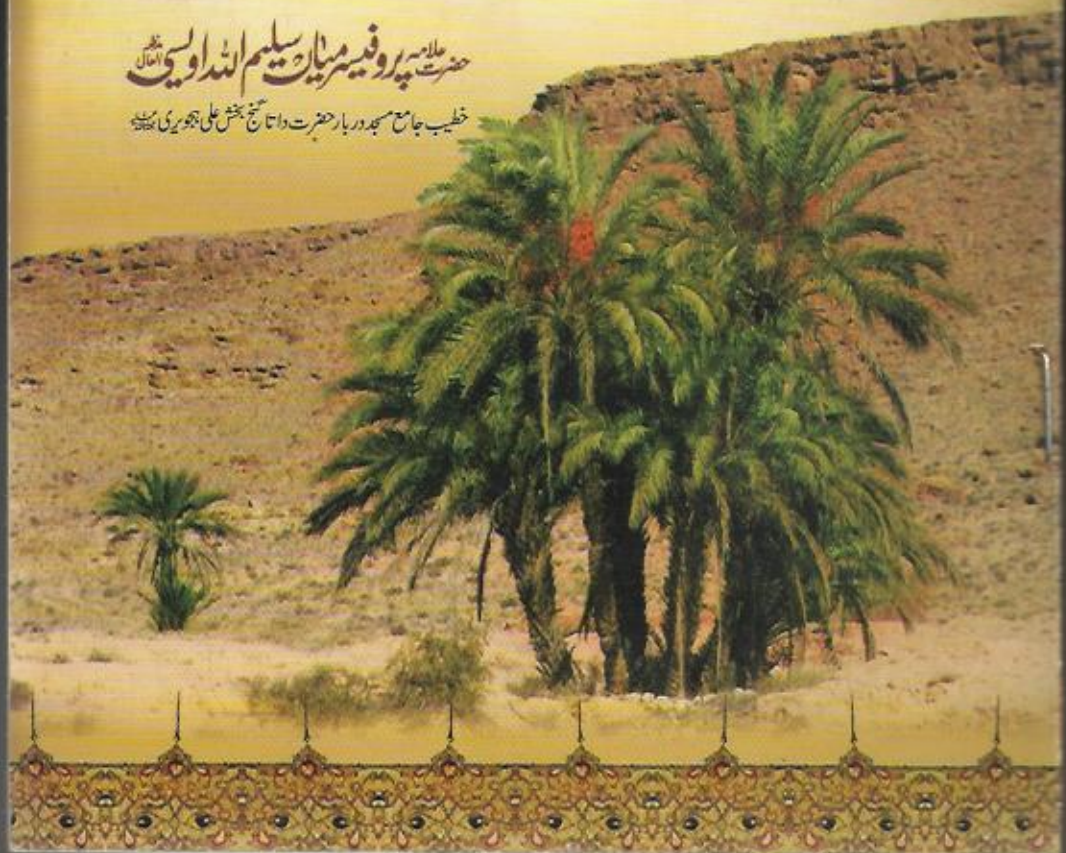


معاقب و فضائل
حضرت ابوالسیر قری
سیدنا ابوالسیر قری

کشف المحجوب کن روشنی مبین

علامہ پروفیسر میاں سلیم اللہ اویسی
خطیب جامع مسجد دربار حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ



مناقب و فضائل

حضرت علامہ اویسی قرنی
رحمۃ اللہ علیہ

کشف المحجوب کی روشنی میں

12 اگست 2007ء بمطابق 27 رجب المرجب 1428ھ

کے درس تصوف کی ایک نشست تحریری اسلوب میں



حضرت علامہ پروفیسر میاں سلیم اللہ اویسی

خطیب جامع مسجد دربار حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

کتاب سے استفادہ کی اجازت عام ہے۔

نام کتاب

مناقب و فضائل
حضرت ابوالینس قرنیؒ

مصنف

حضرت ملا سید پرویز میرزا سلیم اللہ اولیٰ

تاریخ اشاعت

جولائی 2008ء

کمپوزنگ

عرفان احمد خان

ایڈیٹنگ

وسیم یوسف

سرورق

بাহو گرافکس

طابع

شرکت پرنٹنگ پریس

تعداد

1000

ملنے کا پتہ:

اقراء مدينة الاطفال

56/B سبزہ زار سکیم، ملتان روڈ، لاہور۔

فون: 042-7845311

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرْطًا ۖ سُوْرَةُ الْكَهْفِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ لِكُلِّ هَوَلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٍ

محترم و محترم حاضرین و سامعین گرامی قدر!

درس تصوف کی یہ ماہانہ نشست بنیادی طور پر برصغیر میں قافلہ علم و حکمت کے سالار اعظم حضور داتا گنج بخش علی گجوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف کشف المحجوب کی تشریح و توضیح اور اس کے نکات و معارف کی تفصیلات پر مبنی ہوتی ہے۔

آج کے درس کے لیے جس ہستی اور شخصیت کا انتخاب کیا گیا ہے اُن کا تعلق کشف المحجوب کی بیان کردہ تفصیلات کے ساتھ بھی ہے اور ماہِ رجب المرجب کے ساتھ ایک نسبت کے طور پر بھی۔ ماہِ رجب المرجب، آج کی انتخاب کردہ ہستی کے وصال اور عرس مبارک کا مہینہ ہے۔ ہماری روحانی نسبت کا تمام ترفیضان انکی ذاتِ اقدس سے جاری ہے۔ میری مراد ہیں خیر التالبعین حضرت سیدنا اولیٰ قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۳ رجب المرجب، آپ کا یومِ وصال ہے۔ داتا گنج بخش علی گجوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ذکر کو کشف المحجوب کا حصہ بنایا ہے اور تالبعین میں آپ کو سر فہرست ذکر کیا ہے۔

سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کی عظمتیں، رفعتیں اور مقامات و مراتب زبانِ رسول ﷺ سے بیان ہوئے ہیں۔ آپ کے روحانی انوار اور فیوض و برکات کے ہم سب خوشہ چین ہیں۔

سامعین گرامی قدر! قرآن حکیم فرقان مجید کی سورۃ کہف کی آیت نمبر ۲۸ میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

”اور رو کے رکھیے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام طلب گار ہیں اس کی رضا کے اور نہ ٹھیس آپ کی نگاہیں ان سے۔ کیا آپ چاہتے ہیں دنیوی زندگی کی زینت۔ اور نہ پیروی کیجیے اس (بد نصیب) کی غافل کر دیا ہے ہم نے جس کے دل کو اپنی یاد سے اور وہ اتباع کرتا ہے اپنی خواہش کا اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔“

ہمیں دینِ متین کی روشنی اور تربیت سے جو رہنمائی ملتی ہے اس کے مطابق صالحین کا ذکر عبادت بھی ہے اور سنتِ الہیہ بھی۔ عقیدے کی کتابوں میں، مسلمہ عقائد یعنی ایسے عقائد جنہیں تمام امت تسلیم کرتی ہے، کے طور پر یہ لکھا ہوا ہے کہ ”ذُكِرَ صَالِحِينَ عِبَادًا“ ”صالحین کا ذکر کرنا عبادت ہے۔“ قرآن حکیم فرقان مجید میں اللہ رب العزت نے بہت سی نیک ہستیوں کا ذکر کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ صالحین کا ذکر کرنا سنتِ الہی بھی ہے۔

اہلِ علم نے لکھا ہے کہ صالحین کا ذکر کرنا، اُن کی صحبت، رفاقت اور سنگت اختیار کرنے کے مترادف ہے۔ آج کی یہ نشست جو ہم نے سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی ہے، گویا کہ ہم ان کی صحبت کا فیض بھی حاصل کریں گے اور برکت و سعادت بھی۔

سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل بیان کرنا، ایک بڑا ہی طویل موضوع ہے۔ کتب حدیث میں صحیح بخاری کے بعد جس کا مقام ہے وہ صحیح مسلم ہے۔ مسلم شریف میں ایک پورا باب، سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بیان میں ہے۔ ہماری گفتگو میں اس باب کے اندر بیان کردہ احادیث بھی شامل ہوں گی۔

اسی طرح ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ کی حلیۃ الاولیاء ہمارے چودہ سو سال کے دینی و علمی سرمائے کے اندر، اہل اللہ کے سوانح پر لکھی جانے والی مستند ترین کتابوں میں سے تصور کی جاتی ہے۔ اس کتاب میں آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد زاہدینِ اُمت میں سے دس زہاد کا تذکرہ کیا ہے اور ان میں سے سرفہرست سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے ذکر کو رکھا ہے اور آخر میں آپ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے۔ سامعین گرامی قدر! مختلف سلاسلِ تہوُّف و طریقت میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایسی ہستی ہیں جو بلند ترین مقام و درجے پر فائز نظر آتے ہیں لیکن حلیۃ الاولیاء میں ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے، زہاد اُمت میں انکا تذکرہ سب سے آخر میں کیا ہے اور سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کا درجہ سب سے بلند رکھا ہے۔ سامعین گرامی قدر ہماری گفتگو میں حلیۃ الاولیاء بھی مستند اور مضبوط حوالے کے طور پر شامل رہے گی۔

اسی طرح شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تذکرۃ الاولیاء کو بھی اہل اللہ کے سوانح پر لکھی جانے والی کتب میں ایک مستند ترین حوالہ تصور کیا جاتا ہے جس کا انداز محض داستان بیان کرنے کا ہی نہیں بلکہ تحقیق پر مبنی ہے۔ آپ نے سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی اس تصنیف لطیف میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ذکر کیا ہے کہ ”اَوَّلُ الْقُرْنِیِّ حَیْرِ النَّاسِ بَعِیْنِ بِإِحْسَانٍ“ کہ ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ اپنے سلوک، زہد، اور تقویٰ کی بنا پر تابعین میں سب سے بلند مقام پر فائز ہیں۔ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی تذکرۃ الاولیاء بھی اس گفتگو کا حصہ رہے گی۔

اس کے علاوہ ایک اور بزرگ شیخ سہودی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے سوانح کو عربی زبان کے اندر ایک کتاب کی صورت میں جمع کیا ہے جس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے اس سے بھی کچھ انتخاب کیا گیا ہے۔

سامعین گرامی قدر! اس طرح سے یہ وہ مستند Sources ہیں جو موضوع کے بارے میں تفصیلات کے انتخاب میں میرے پیش نظر رہے اور ان سب کے مطالعہ سے سب سے پہلی بات جو سامنے آتی ہے وہ سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کا خیراثہ تابعین ہونا ہے جو کہ کوئی معمولی مقام و مرتبہ

نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی معروف حدیث پاک ہے آقا کریم ﷺ نے فرمایا ”تَحْمِيذُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ“ (بہترین لوگ میرا قرن ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں)۔

اس حدیث پاک کی رو سے تین ادوار کے اہل ایمان تمام اُمت میں بلند ترین درجہ پر فائز ہیں ان میں اولین فہرست صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ہے دوسرے مرحلے پر تابعین کی اور تیسرے مرحلے پر تبع تابعین کی۔

سامعین گرامی قدر تو یہ تین ادوار ہوئے جن کے اندر جو لوگ ہیں ان کا درجہ محض اس زمانے کے اندر موجود ہونے کے حوالے سے ہے۔ ان کا زہد، ان کا تقویٰ اپنی جگہ پر بلند ترین ہے ہی مگر محض ان تین ادوار میں ہونا بھی ان کے درجات کی بلندی کا ایک حوالہ ہے۔ یعنی سب سے بلند ترین درجہ صحابہ کا پھر تابعین کا اور پھر تبع تابعین کا۔

صحابی، کسے کہتے ہیں؟ شریعت مطہرہ میں صحابی کی تعریف کیا ہے؟ وہ جس نے حالت ایمان میں نبی ﷺ کی زیارت کی ہو اور اسی حالت میں اس نے دنیا سے پردہ کیا ہو صحابی کہلاتا ہے اور جس شخص نے حالت ایمان میں صحابی کی زیارت کی ہو اور ایمان ہی کی حالت میں دنیا سے پردہ کیا ہو تابعی کہلاتا ہے اور جس نے حالت ایمان میں تابعی کی زیارت کی ہو اور اسی حالت میں دنیا سے پردہ کیا ہو تبع تابعی کہلاتا ہے۔

سامعین گرامی قدر! تابعی کی زیارت کرنے والی ہستیوں کے مقام و مرتبے کا اندازہ کیجیے، صحابی کی زیارت کرنے والے کا مقام دیکھیے تو ان ہستیوں کے مقام و مرتبے کا کیا عالم ہوگا کہ جنہوں نے حضور انور ﷺ کی زیارت کی سعادۂ حاصل کی ہوگی حضور انور ﷺ کی زیارت کا فیضان دیکھیے کہ بعد میں آنے والے دو درجے بھی اس سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ اس سے زیارت رسول کریم ﷺ کی عظمتوں، شانوں اور رفعتوں کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ باقی مقامات تو بعد میں، کوئی

مقام، زیارت رسول ﷺ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کوئی عبادت، کوئی ریاضت، کوئی تقویٰ، انسان کی کوئی دینی، علمی اور روحانی شان و منزل، شان مقام صحابیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اصل درجہ اور مقام تو حضور ﷺ کی نسبت کے ساتھ وابستہ ہے اور زیارت رسول ﷺ سے بڑا کوئی انعام اور فیض نہیں جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اس دنیا میں عطا فرمایا ہے۔

خیر الشاہین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ منفرد اعزاز ہے کہ باوجود یہ کہ حضور انور ﷺ کے ظاہری زمانہ میں موجود ہیں لیکن صحبت رسول ﷺ میں حاضر نہیں ہوئے۔ یہ تعلق کا ایک منفرد سلسلہ ہے کہ حاضری بھی نہیں ہوئی لیکن عظمت ایسی کہ دربار رسالت ﷺ میں ان کے تذکرے اور چرچے ہوتے ہیں جیسا کہ بعد میں آنے والی احادیث سے یہ تفصیلات سامنے آئیں گی۔

کشف المحجوب میں داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارگاہ رسالت میں حاضر نہ ہو سکنے کے اسباب بیان کیے ہیں۔ ایک وجہ تو وہی جو ہم سب جانتے ہیں کہ والدہ کی خدمت میں مشغول ہونے کی وجہ سے۔ لیکن ایک سوال جو ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے کہ اُس وقت والدہ تو کئی لوگوں کی ہوں گی جن کی خدمت کا معاملہ بھی ان لوگوں کے سامنے ہوگا۔ سامعین گرامی قدر، حضور انور ﷺ سے تعلق اور نسبت کا ایک حوالہ تو محبت رسول ﷺ کا ہے اور محبت بھی ایسی جو غایت درجے کی ہو جو عشق کے مراحل میں داخل ہو جائے اور دوسرا حوالہ اطاعت رسول ﷺ کا ہے۔ یہ دونوں حوالے اپنی جگہ پر نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ محبت بھی تقاضا ہے اور اطاعت بھی۔ قرآن حکیم فرقان مجید کی بیسیوں آیات ”أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ“ کا درس دیتی ہیں۔ قرآن حکیم نے امت اور اطاعت کے اجتماع کا بھی ذکر کیا ہے جسے اتباع کہتے ہیں۔ اتباع کا لفظ صرف حضور انور ﷺ کی ذات گرامی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اتباع کا معنی ہے کسی کے قدموں کے نشان، اس کا قدم رکھنا اس یقین کے ساتھ کہ منزل تک پہنچ جائے گا۔ سامعین گرامی قدر، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے عمل کے ذریعے سے امت کو درس دیا ہے کہ جہاں انسان محبت رسول ﷺ سے ملتا ہے وہاں اس کا

ہے وہاں اطاعت رسول ﷺ کے ذریعے سے بھی مقامات و مراتب نصیب ہوتے ہیں اور معاملہ اطاعت کو سیدنا ابوالحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ترجیح دی ہے۔ ایک اور وجہ جو داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی جس کی دیگر صوفیا بھی تائید کرتے ہیں وہ سیدنا ابوالحسن رضی اللہ عنہ کا غلبہ حال تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے رب کی جانب اس قدر متوجہ رہتے کہ ان کی توجہ کسی اور طرف جاتی ہی نہ تھی جس کی تصدیق و توثیق ایک واقعے سے بھی ہوتی ہے جو حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف تذکرۃ الاولیاء میں بھی ذکر کیا ہے کہ جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گئے اور آپ سے دعا کی درخواست کی تو جب دعا ہو چکی تو آپ نے فوراً معاً جو بات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہی تھی وہ یہ تھی کہ اے امیر المومنین! اب آپ اپنی مصروفیات کے اندر مشغول ہو جائیے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے رب کی جانب متوجہ ہو جاؤں، اپنی آخرت کی فکر کروں اور سامانِ آخرت اکٹھا کروں۔

سیدنا ابوالحسن رضی اللہ عنہ کا رب العزت کی ذات سے تعلق اس قدر زیادہ تھا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جب ضروری معاملہ ختم ہو گیا تو فوراً اپنے رب کی جانب توجہ کر لی۔ داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابوالحسن رضی اللہ عنہ کے اس غلبہ حال کو بھی ایک سبب کے طور پر ذکر کیا ہے کہ وہ حضور انور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو سکے۔

سامعین گرامی قدر! داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابوالحسن رضی اللہ عنہ کے لیے جو القابات ذکر کیے ہیں وہ بھی قابلِ سماعت ہیں فرماتے ہیں ”آفتابِ اُمت، شمعِ دین و ملت، سیدنا ابوالحسن رضی اللہ عنہ“ یعنی سیدنا ابوالحسن رضی اللہ عنہ اُمت کے آفتاب اور دین و ملت کی شمع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ بات بھی بڑی قابلِ غور ہے کہ حضور انور ﷺ کی مجلس میں، صحابہ کے سامنے، آپ رضی اللہ عنہ کے تذکرے ہوتے ہیں۔ آپ کی شان کا بیان ہوتا ہے اور جس جگہ آپ رہتے ہیں وہاں کوئی آپ کو جانتا تک نہیں۔ صحیح مسلم میں باب فضائل ابوالحسن رضی اللہ عنہ میں حضرت اسیر بن

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ملتی ہے کہ کوفہ کے لوگ ایک وفد لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اس وفد میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو سیدنا ابوالحسن رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبے سے آشنا نہ تھا اور اُن سے تمسخر اور مذاق کیا کرتا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس وفد کے لوگوں سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی قرنی ہے؟ تو وہی آدمی اٹھ کر آئے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم ابوالحسن کو جانتے ہو؟ اُس نے کہا کہ ابوالحسن تو ہمارے ہاں ایک شخص ہے جو لوگوں کے اونٹ چراتا ہے اور اس کی سادگی کی وجہ سے بچے اُس کو پتھر مارتے ہیں جس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ ابوالحسن رضی اللہ عنہ کا کیا مقام و مرتبہ ہے؟ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک آدمی آئے گا جسے ابوالحسن کہا جاتا ہے۔ وہ یمن کو اپنی والدہ کے سوا نہیں چھوڑے گا۔ اسے برص کی بیماری ہوگی وہ اللہ سے دعا کرے گا تو اللہ اُس سے اس بیماری کو دور فرما دے گا سوائے ایک دینار یا ایک درہم کے (یعنی دینار یا درہم کے برابر، برص کی بیماری کا نشان رہ جائے گا) تو تم میں سے جو کوئی بھی اس سے ملاقات کرے تو وہ اپنے لیے اُن سے مغفرت کی دعا کرائے۔

سامعین گرامی قدر! یہ معمولی رتبہ و مقام نہیں ہے جو سیدنا ابوالحسن رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔ اور یہ بات بھی غور طلب ہے کہ سیدنا ابوالحسن رضی اللہ عنہ کی حضور انور ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی ہے لیکن حضور ﷺ آپ کے جسم پر موجود برص کے نشان کی نشاندہی فرما رہے ہیں۔

سیدنا ابوالحسن رضی اللہ عنہ کے فضائل ہی کے حوالے سے صحیح مسلم کے باب فضائل ابوالحسن رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث پاک جو سعید بن جریری سے اس سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ تابعین میں سے سب سے بہترین وہ آدمی ہوگا جسے ابوالحسن کہا جائے گا۔ اس کی ایک والدہ ہوگی اور اس کے جسم پر سفیدی کا ایک نشان ہوگا تو تمہیں چاہیے کہ اُس سے اپنے لیے دعا کی مغفرت کروانا۔

سامعین گرامی قدر! حضرت سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بیان میں جتنی بھی احادیث ہیں ان سب میں آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم میں جس کسی کی بھی اولیس سے ملاقات ہو وہ ان سے اپنی مغفرت کی دعا ضرور کروائے، سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کا اللہ تعالیٰ کے حضور مستجاب الدعوات ہونا بتاتا ہے۔

باب فضائل اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کی تیسری حدیث حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی یمن سے کوئی جماعت آتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے پوچھتے کہ کیا تم میں کوئی اولیس بن عامر رضی اللہ عنہ ہے؟ یہاں تک کہ ایک جماعت میں حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ آگئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا آپ اولیس بن عامر ہیں؟ انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ قبیلہ مراد سے اور قرن سے ہو؟ انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ کو برص کی بیماری تھی جو کہ ایک درہم جگہ کے علاوہ ساری ٹھیک ہوگئی؟ انہوں نے فرمایا جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کیا آپ کی والدہ ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ تمہارے پاس اولیس بن عامر رضی اللہ عنہ یمن کی ایک جماعت کے ساتھ آئیں گے جو کہ قبیلہ مراد اور علاقہ قرن سے ہوں گے، ان کو برص کی بیماری ہوگی پھر ایک درہم جگہ کے علاوہ صحیح ہو جائیں گے۔ ان کی والدہ ہوں گی اور وہ اپنی والدہ کے فرمانبردار ہوں گے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرمادے گا۔ اگر تم سے ہو سکے تو ان سے اپنے لیے دعائے مغفرت کروانا۔ تو آپ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمادیں۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گدے۔ (سامعین گرامی قدر اس کی تفسیر یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کی یمن میں شہرت ہوئی تو لوگ آپ کے پاس آنے لگے لیکن آپ کا مزاج تنہائی پسند تھا لہذا جب شہرت ہونے لگی

تو یمن چھوڑ کر کوفہ کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں وہاں کے حکام کو لکھ دوں؟ (کہ وہ آپ کے لیے انتظامات اور بندوبست کرے) حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ مجھے مسکین لوگوں میں رہنا زیادہ پسندیدہ ہے۔ پھر ایک سال کے بعد کوفہ کے سرداروں میں سے ایک آدمی حج کے لیے آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو وہ آدمی کہنے لگا کہ میں حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو ایسی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ ان کا گھر نہایت شکستہ تھا اور ان کے پاس نہایت کم سامان تھا۔

سامعین گرامی قدر! سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ پر بہت سے اہل علم نے خامہ فرسائی کی ہے۔ ہمارے علمی سرمائے کے اندر جن حضرات نے نعتیہ اشعار کہے ہیں ان میں مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا مقام ہے انہوں نے آپ کی شان میں ایک خوبصورت رباعی کہی ہے فرماتے ہیں: در عشق تو دندان شکست است بہ الفت تو جامہ رسانید اولیس قرنی را از جامی بے چارا رسانید سلائے بہ در گہم دربار رسول مدنی را در عشق تو دندان شکست است بہ الفت یا رسول اللہ ﷺ اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی محبت کے اندر اپنے دانتوں کو قربان کیا۔ (غزوہ اُحد میں آقا ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور اس کی اطلاع جب سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے بھی اپنے دندان مبارک شہید کر ڈالے۔ اہل علم کی تحقیق کے مطابق یہ دانت آپ نے توڑے نہیں تھے بلکہ عشق رسول ﷺ کی شدت کی وجہ سے خود بخود آپ کے منہ سے ٹوٹ کر گر پڑے تھے)۔ تو جامہ رسانید اولیس قرنی را آقا! آپ نے بھی ان کو شفقت سے محروم نہیں کیا۔ (آپ نے اپنا خرہ مبارک ان کو بھیجا جس کی تفصیل ابھی آئے گی)۔

از جامی بے چارا رسانید سلائے بہ در گہم دربار رسول مدنی را اور یا رسول اللہ ﷺ جامی بیچارے کے پاس تو آپ کی بارگاہ میں بھیجنے کے لیے صرف سلام ہے۔ وہی آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ (اگر اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کا عشق قبول ہے تو یا رسول اللہ ﷺ میری

محبت کو بھی قبول فرمائیے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ بعض اوقات حضور انور ﷺ اپنا چہرہ مبارک یمن کی جانب کر کے فرمایا کرتے تھے اِنِّیْ لَاجِدُ نَفْسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قَبْلِ الْیَمَنِ کہ مجھے یمن سے رحمان کی خوشبو آتی ہے۔ سامعین گرامی قدر! یہ معمولی مقام و مرتبہ نہیں کہ حضور انور ﷺ یمن یعنی وہ بستی جہاں سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ موجود ہیں کے بارے میں فرمائیں کہ مجھے وہاں سے رحمن کی خوشبو آتی ہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضور انور ﷺ کا وقت وصال قریب آیا تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہے کہ آپ کا خرقہ مبارک اس کے حصہ میں آئے، آپ ﷺ خود فرما دیجیے کہ آپ کا خرقہ مبارک کس کو دیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو دیا جائے۔

رسالہ شطاریہ (جو تصوف کی اہم کتب میں سے ہے)، میں حضور انور ﷺ کے مبارک خرقوں کی تفصیلات ذکر ہوئی ہیں کہ حضور انور ﷺ نے اپنی پوری حیات طیبہ میں پانچ خرقے استعمال فرمائے۔ (خرقہ کوئی عام چیز نہیں بلکہ باقاعدہ فیض روحانیت کا ظاہری مظہر ہوتا تھا جو رب ذوالجلال والاکرام کی طرف سے جاری کرنے کا حکم ہوتا تھا)۔ ایک خرقہ کا نام لبس العصمت تھا جو جبرئیل امین علیہ السلام حضور انور ﷺ کے لیے عرش سے لیکر آئے۔ آپ ﷺ نے یہ خرقہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ دوسرا خرقہ لبس الصفوۃ جو حضور انور ﷺ کو عطا کیا گیا وہ آپ ﷺ کو شب معراج پر عطا کیا گیا۔ آپ نے یہ خرقہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ تیسرا خرقہ لبس النہمت حضور انور ﷺ کی خدمت اقدس میں عیسائیوں نے پیش کیا جب انہیں یہ پتہ چلا کہ آپ ﷺ نے اپنے ظاہری دشمن ابوجہل کو شتی میں جسمانی شکست دے دی ہے۔ حضور انور ﷺ نے یہ خرقہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ چوتھا خرقہ لبس الخفیت تھا جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پہنا کرتے تھے۔ نسلًا بعد نسلًا یہ خرقہ حبشہ کے حکمران نجاشی تک پہنچا اور جب نجاشی حضور انور ﷺ پر ایمان لے آئے اور انہوں نے کلمہ پڑھ لیا تو انہوں نے حبشہ سے یہ خرقہ حضور انور

ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ آقا کریم ﷺ نے یہ خرقہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ پانچواں اور آخری خرقہ جو سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو عطا کیا گیا اس کا نام اریان ذکر کیا گیا ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ نے خود اپنے لیے تیار کروایا تھا اس خرقے کو اعزاز حاصل تھا کہ اس کو پونہ بیس آپ ﷺ نے خود اپنے دست اقدس سے لگائے تھے اسی خرقے کے بارے میں جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یہ کس کو دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ابولیس قرنی کو اور اس حکم رسول ﷺ کی تعمیل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کی تھی اور یہ خرقہ ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچایا تھا جب ان دونوں حضرات نے آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی تھی۔

سامعین گرامی قدر! روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما دونوں جلیل القدر ہستیاں، سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے خود یمن گئیں جبکہ زیادہ مستند روایات میں یہ آتا ہے کہ ان دونوں ہستیوں کو یمن جانے کا موقع میسر نہیں آیا۔ یمن سے آنے والے لوگوں سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو سکتی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ حج کرنے آئے ہیں اور اس وقت میدان عرفات میں موجود ہیں تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ عبادت کے اندر مشغول تھے۔ صحابہ کے تشریف لانے کی وجہ سے آپ نے نماز مختصر کر دی۔ دونوں جلیل القدر صحابہ نے آپ کی خدمت میں وہ خرقہ پیش کیا جو حضور انور ﷺ نے آپ کو دینے کو کہا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ سے حکم نبی اُمّت کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کو کہا۔ آپ نے خرقہ اٹھایا۔ بہت دور لیجا کر ایک کونے میں بیٹھ گئے اور خرقہ سامنے رکھ کر اللہ سے دعا کرنی شروع کر دی۔ شیخ سہمودی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعا کی تفصیلات عرض کی ہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ مولا جو تیرا حکم تھا اپنے نبی کو کہ وہ مجھے خرقہ دے وہ وعدہ نبی نے پورا کر دیا صحابہ کی ڈیوٹی لگی کہ وہ خرقہ مجھ تک پہنچائیں سو انہوں نے مجھ تک پہنچا دیا مولا اب میری ڈیوٹی لگی ہے

کہ حضور کی اُمت کی مغفرت کے لیے دعا کروں سو میں بھی اپنی ڈیوٹی پوری کر رہا ہوں۔ مولا ہم سب نے اپنے اپنے کام کر دیے اب تو بھی اپنا کام کر دے اور اس دُعا کو شرف قبولیت عطا فرمادے۔

کشف المحجوب میں حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضور انور مکیؑ کی حدیث پاک ذکر کرتے ہیں۔ آقا کریمؐ علیہ السلام نے فرمایا میری اُمت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ابولیس قرنی ہوگا اس کی شفاعت سے (قبیلہ) ربيع و مضر کی بکریوں کے بالوں کے برابر، میری اُمت کے لوگوں کو بخش دیا جائے گا (کسی قبیلہ کی اتنی بکریاں نہ تھیں جتنی کہ قبیلہ ربيع و مضر کی تھیں)۔ یہ حدیث پاک ذکر کرنے کے بعد داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ خیر التابیین میں دوسرے درجے کی ہستی حضرت ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ کی سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبے کا حضرت ہرم بن حیان کو پتہ چلا تو حضرت ہرم بن حیان آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے یمن روانہ ہو گئے لیکن ملاقات نہ ہو سکی۔ جب واپس آئے تو پتہ چلا کہ سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو فہ تشریف لے جا چکے ہیں لہذا آپ کو فہ چلے گئے۔ کوفہ میں بھی کافی عرصہ رہنے کے باوجود جب ملاقات نہ ہو سکی تو آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو واپسی پر دریائے فرات کے کنارے سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے قریب جا کر کہا السلام علیکم یا ابولیس قرنی! میں آپ سے ملاقات کے لیے آیا ہوں تو آپ نے جواب دیا وعلیکم السلام یا ہرم بن حیان۔ تو حضرت ہرم بن حیان بڑے متعجب ہو کر عرض گزار ہوئے کہ حضرت میری آپ سے پہلی ملاقات ہے آپ نے مجھے کس طرح پہچانا جس پر سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ہرم بن حیان میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا۔ ہم عالم ارواح میں اکٹھے رہے ہیں۔ میری روح تیری روح کی شناسا ہے۔

سامعین گرامی قدر! سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے پیوند لگے لباس کو دیکھ کر لوگ انہیں

دیوانہ سمجھتے۔ آپ جب راستے سے گزرتے تو بچے آپ کو پتھر مارتے۔ آپ بچوں سے فرماتے مجھے بڑے پتھر نہ مارو چھوٹے پتھر مارو بڑے پتھر لگنے سے جسم سے خون نکل آتا ہے جس سے میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ تم اپنا شوق پورا کر لو لیکن میرا وضو بھی باقی رہنے دو۔ میں اپنے رب کے ساتھ تعلق کا انقطاع نہیں چاہتا۔

تفصیلات میں ملتا ہے کہ سیدنا ابولیس قرنی رضی اللہ عنہ ایک شب میں فرماتے کہ یہ شب رکوع کی ہے اور پوری رات رکوع میں گزار دیتے دوسری شب فرماتے کہ یہ شب سجدہ کی ہے اور پوری رات سجدہ میں گزار دیتے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کس طرح اندازہ کر لیتے ہیں کہ آج کی رات رکوع کی ہے، آج کی رات سجدہ کی ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میری لذت شوق کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اگر رب العزت پوری زندگی کو ایک دن بنا دیتا اور ایک رات میں تبدیل کر دیتا تو میں پورا دن اور پوری رات بھی اللہ کی بندگی میں گزار دیتا۔ مجھے اس کے سوا کسی اور چیز میں راحت، تسکین اور اطمینان نہیں ملتا۔ ایک مرتبہ لوگوں نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا آپ کی بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے اور آپ عبادت الہی میں مصروف ہیں۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ بھیڑیا تو دشمن ہے یہ حفاظت کیسے کر رہا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سے ہم رب کے ہو گئے ہیں رب نے سب کچھ ہمارا کر دیا ہے۔ یہ بھیڑیا اور بکریوں کو تو کھاتا ہے لیکن ہماری بکریوں کی طرف رخ بھی نہیں کرتا۔ ہم رب کے ہو گئے ہیں رب نے اسے ہمارے تابع کر دیا ہے۔

گفتگو کے آخر میں سلسلہ اویسیت کے بارے میں بتانا چلوں کہ سلسلہ اویسیت فیضان روحانیت ہے۔ کوئی سلسلہ طریقت ایسا نہیں جس میں اویسیت موجود نہ ہو خواجہ محمد پارا سارحۃ اللہ علیہ رسالہ قدسیہ میں فرماتے ہیں کہ اویسی، صوفیا کی زبان میں وہ ہیں جو ظاہری بیعت کے بغیر بھی درجہ ولایت پر فائز ہوں۔ یہ امتیاز ہے سلسلہ اویسیت کا کہ یہاں ظاہری بیعت کا ہونا بھی ضروری نہیں۔ بعض کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام سے روحانی فیض پانے والا اویسی ہوتا ہے لیکن مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ تمام آراء کو سمیٹتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جسے حضور انور مکیؑ سے براہ راست فیض ولایت

نصیب ہو وہ اویسی ہوتا ہے۔

جنگ صفین (جو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوئی) میں آپ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب سے شامل ہوئے اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ کے لیے قبرِ مبارک بنائی گئی اور آپ کو دفن کیا گیا۔ دفن کرنے والے لوگ جب واپسی پر اسی جگہ سے گزرے تو قبرِ مبارک موجود نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ جس طرح زندگی میں مستور الحال رہے بعد از شہادت، حق تعالیٰ نے بھی آپ کو مستور رکھا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

سامعین گرامی قدر! یہ وہ مبارک ہستیاں ہیں جو مقربانِ بارگاہِ الہی ہیں جن کا ذکر کرنا باعثِ عبادت و اجر و ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے محبت، الفت اور عقیدت عطا فرمائے۔

آمین۔ آمین۔



در این دوزخ انشا است به الفت
بقلمه رسالت اولی مرتقا
انجامی بیک عالم رسالت سلام
به دیگر دریا رسول مرتقا

مولانا عبید الرحمن جامی مدظلہ